

گر یہ چاہے ہے خرابی میرے کاشانے کی
 درو دیوار سے ٹپکے ہے بیا باں ہونا
 دائے دیوانگی شوق کہ ہر دم مجھ کو
 آپ جانا ادھر، اور آپ ہی تیرا ہونا
 جلوہ از بس کہ تقاضائے نگہ کرتا ہے
 جو ہر آئینہ بھی چاہئے ہے مرگاں ہونا
 عشرت قتل کہ اہل تمتامت پوچھ
 عیدِ نظارہ ہے شمشیر کا عریاں ہونا
 لے گئے خاک ہیں ہم داغِ تمنائے نشاط
 تو ہو، اور آپ بہ صدرِ رنگ گلستاں ہوتا
 عشرت پارہ دل، زخمِ تمتامت کھانا
 لذتِ ریشِ جگر، غرقِ نمکِ دال ہونا
 کی مرے قتل کے بعد اس نے جفا سے توبہ
 ہائے اس زودِ پشیمان کا پشیمان ہونا
 حیف اس چار گمرہ کپڑے کی قسمت غالب
 جس کا قسم ہے یہ عاشرت کا گرا ہونا

میں یہ ایک معمولی بات معلوم ہوتی
 ہے، مگر غور سے دیکھا جائے تو بالکل
 اچھوتا خیال ہے۔ دعویٰ یہ ہے کہ
 دنیا میں آسان سے آسان کام بھی
 دشوار ہے اور دلیل یہ ہے کہ آدمی
 جو عین انسان ہے، اس کا بھی انسان
 بننا مشکل ہے۔ یہ منطقی استدلال
 نہیں، بلکہ شاعرانہ استدلال ہے،
 جس سے بہتر ایک شاعر استدلال
 نہیں کر سکتا۔ (یادگار غالبؒ)
 معلوم نہیں، خواجہ مرحوم نے
 اس کے شاعرانہ استدلال ہونے
 پر کیوں زور دیا، کیونکہ استدلال
 ہر لحاظ سے معقول و محکم ہے یعنی
 ہر آدمی نوع کے اعتبار سے یقیناً
 انسان ہے اور حضرت آدمؑ کی
 اولاد میں سے ہے، لیکن انسانیت
 کی حقیقی صفات ہر آدمی میں نظر
 نہیں آتیں۔ ہر آدمی کمال انسانیت
 کے درجے پر نہیں پہنچتا اور اخلاق و
 فضائل کے اعتبار سے اشرف المخلوقات
 نہیں ہوتا، لہذا یہ کہنا کہ ہر آدمی
 کو انسان ہونا میسر نہیں، اتنا بدیہی